سیّد الساجدین
سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق
شہرۂ آفاق شاعر فرزدق ابو الفراس کا قصیدہ
بمعہ ترجمہ و مختصر تشریح
الکلامِ المقبول
فی
مدحِ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
از قلم
سیّد مہر حسین شاہ بخاری مدظلہ
ترتیبِ نو و اضافات
ملک محبوب الرسول قادری
مکتبہ اہل بیت اطہار
27/A شیخ ہنڈی سٹریٹ (داتا دربار مارکیٹ) لاہور
0321/0300/0313-9429027
mahboobqadri787@gmail.com

مرشدِ کبیر حضرت پیر سیّد محمد فاروق القادری، محقق العصر حضرت مولانا مفتی محمد خان قادری

اور علماء و مشائخ اہلِ سنت کی زیر سرپرستی

مکتبہ اہل بیت اطہار کا قیام

الحمد للہ! محرم الحرام ۱۴۳۴ھ میں خاندانِ نبوت و رسالت کے اعلیٰ مقام و مرتبہ کے تحفظ اور اصحابِ رسول کی عظمت کے بیان و اظہار کے لیے مکتبہ اہل بیت اطہار کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جس کا مقصد افراط و تفریط سے اپنا دامن بچا کر قرآن و سنت اور اکابرِ اسلام کے افکار و نظریات کی روشنی میں عظمتِ ناموس اہل بیت کے موضوع پر صحت مند، مدلل اور معتدل لٹریچر کی اشاعت کرنا ہے تاکہ معاشرے سے فرقہ وارانہ کشیدگی، باہمی منافرت اور فاصلوں کو کم کیا جا سکے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے حضور ﷺ کے طفیل اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام کو اعلیٰ ترین مراتب اور مقامات سے سرفراز بنایا۔ حضور ﷺ کے اہل بیت اطہار کو اللہ تعالیٰ نے دوہری شان عطا فرمائی کہ وہ نسب رسول ﷺ کی شان کے حامل بھی ہیں اور مقامِ صحابیت سے بھی سرفراز ہوئے۔ ہم اس پلیٹ فارم سے کوشش کریں گے کہ مثبت انداز میں خاندانِ نبوت کی عظمتوں کو بیان کر سکیں۔ معزز قارئین! اپنے گرد و پیش اور اپنے علمی ذخیروں میں اس موضوع پر اکابر و اسلاف کی علمی و تحقیقی نوادرات، کتابوں اور مضامین و مقالات کی فوٹو کاپی مرحمت فرمائیں تاکہ اُن خفتہ علمی خزانوں کو ضائع ہونے سے بچا لیا جائے اور نئی نسل کی امانت اُن تک منتقل کر دی جائے۔ محبانِ اہل بیت کی خدمت میں درمندانہ گزارش ہے کہ وہ مشنری جذبے سے سرشار ہو کر یہ لٹریچر اپنی توفیق کے مطابق زیادہ سے زیادہ خرید کر اپنے گرد و پیش اور اپنے علاقے میں مفت تقسیم کریں تاکہ ابلاغِ دین کا فریضہ سرانجام پائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص اور للّٰہیت کے ساتھ اس مشن پر کاربند رکھے اور ہماری مختصر کوششوں کو ثمر بار فرمائے۔ آمین

ملک محبوب الرسول قادری

مؤسس: مکتبہ اہل بیت اطہار

۲۷ محرم الحرام ۱۴۳۴ھ

27/A شیخ ہنڈی سٹریٹ (داتا دربار مارکیٹ) لاہور

0321/0300/0313-9429027, mahboobqadri787@gmail.com

سیّد الساجدین

سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے متعلق

شہرۂ آفاق شاعر فرزدق ابوالفراس کا قصیدہ

بمعہ ترجمہ و مختصر تشریح

الکلامِ المقبول

فی

مدحِ اولادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

از قلم سیّد مہر حسین شاہ بخاری مدظلہٗ

ترتیب و اضافات ملک محبوب الرسول قادری

مکتبہ اہل بیت اطہار

27/A شیخ ہنڈی سٹریٹ (داتا دربار مارکیٹ) لاہور

0321/0300/0313-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

نام کتاب	....	الکلام المقبول فی مدح اولادِ رسول ﷺ
مرتبہ	....	حضرت سیّد مہر حسین شاہ بخاری
ترتیبِ نو	....	ملک محبوب الرسول قادری
بفرمائش	....	پیر سیّد فیض الحسن شاہ بخاری، پیر سیّد عظمت حسین شاہ گیلانی سید انعام الحسنین شاہ کاظمی زنجانی، صاحبزادہ سیّد تنویر حسین شاہ کاظمی
اشاعت باراوّل	....	صفر المظفر ۱۴۳۴ھ
صفحات	....	44 = 4 + 40
ہدیہ	....	40/-

............ملنے کے پتے............

☆ دارالعلم داتا دربار مارکیٹ (سستا ہوٹل) لاہور ☆ مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی

☆ انجمن محبان محمد ﷺ بڑی خانقاہ بہاری شریف (ڈڈیال ضلع میر پور آزاد کشمیر)

☆ دفتر تحریک غلامانِ اہل بیت (جامعہ سیّدہ زینب کبریٰ للبنات) گلشنِ سادات

خانوہارنی شریف اڈہ سوا آصل فیروز پور روڈ، لاہور

☆ آستانہ عالیہ چشتیہ، شکریلہ شریف (سرائے عالمگیر) ضلع جہلم

☆ مکتبہ ضیائے کرم۔ (مدینۃ النبی یونیورسٹی)، نوشہرہ وادی سُون ضلع خوشاب

اسلامک میڈیا سنٹر 27۔اے شیخ ہندی سٹریٹ دربار مارکیٹ لاہور

042-37214940, 0300-9429027, 0321-9429027

mahboobqadri787@gmail.com

حسن ترتیب

عنوانات	صفحہ نمبر

اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے
اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

(الاحزاب: ۳۳......ترجمہ: کنز الایمان)

میزانِ حروف

کوئی کر سکتا نہیں معدوم شانِ اہل بیت علیہم السلام

سیّد شیخ الساجدین حضرت سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین علی علیہ السلام کی ذات گرامی خوف وخشیتِ الٰہی، علم وتقویٰ، زہد وراست گوئی، حسن و جمال، فکر وکمال، حسب ونسب اور معاملات ومعمولات میں منفرد حیثیت وشان کے مالک وحامل ہیں۔ آپ کے متعلق ''شواہد النبوۃ'' میں امت کے مسلمہ بزرگ علامہ امام عبدالرحمٰن جامی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہما امام چہارم ہیں۔آپ کی کنیت ابومحمد، ابوالحسن اور ابوبکر ہے اور لقب سجادوزین العابدین ہے۔آپ مدینہ منورہ میں ہجری کے تینتیسویں سال پیدا ہوئے۔بعض روایتوں میں آپ کا سالِ پیدائش چھتیس یا اڑتیس ہجری ہے آپ کی والدہ کا نام شہر بانو ہے۔علامہ عبدالرحمٰن جامی نے زین العابدین کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے امام زہری کے حوالے سے لکھا ہے کہ''امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ عبدالملک بن مروان کے حکم سے ان کے پاؤں باندھے گئے، ہاتھوں میں زنجیریں اور گردن میں طوق ڈالے گئے اور ان پر پاسبانوں کو مقرر کیا گیا میں نے انہیں سلام وداع کرنے کے لیے اجازت چاہی آپ اس وقت ایک خیمہ میں تھے میں انہیں اس حال میں دیکھ کر رو دیا او رکہا: کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ کی جگہ مجھے پابند سلاسل کر دیا جاتا او رآپ سلامت رہتے۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے زہری رحمۃ اللہ علیہ! تو سمجھتا ہے کہ میں ان طوق وسلاسل سے تکلیف میں ہوں۔ اگر میں چاہوں تو یہ فوراً اتر جائیں مگر ایسی مثالیں رہنی چاہئیں تاکہ تم عذابِ خداوندی کو یاد رکھو اور محشر میں تم پر آسانیاں واقعہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے زنجیر کو اپنے ہاتھوں سے اتار پھینکا اور پاؤں کو پھندے سے آزاد کر لیا۔ پھر فرمایا: اے زہری! میں ان کے ساتھ اس حال میں دو منزلوں سے زیادہ نہ جاؤں گا۔

جب چار دن گزرے تو آپ کے نگاہبان مدینہ منورہ واپس چلے گئے۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو مدینہ بلاتے رہے لیکن آپ کو نہ پا سکے۔ان میں بعض کا بیان ہے کہ ہم ایک جگہ مقیم تھے اور آپ کی سخت نگرانی کر رہے تھے۔صبح ہوئی تو محل میں ہمیں کچھ نظر نہ آیا۔

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں اس کے بعد میں عبدالملک بن مروان کے پاس گیا اس نے مجھ سے حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کا حال دریافت کیا۔ مجھے جو علم تھا اس کے مطابق کہہ دیا۔ وہ کہنے لگا جس وقت میرے گماشتوں نے انہیں گم کر دیا تو وہ میرے پاس چلے آئے اور کہنے لگے: میرے اور تمہارے درمیان کون سی چیز واقعہ ہوئی ہے۔ میں نے کہا: ذرا ٹھہریئے تو آپ نے فرمایا میں بالکل نہیں ٹھہروں گا۔ پھر آپ باہر چلے گئے اور میں خدا کی قسم! ان کے دبدبہ و جلال سے ڈر گیا۔ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ جب بھی حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہ کو یاد کرتے تو رو دیتے اور کہتے: وہ واقعی زین العابدین رضی اللہ عنہ ہیں جو ایران کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی سے ہیں۔ یزدگرد، نوشیروانِ عادل کی اولاد میں سے تھے۔آپ اٹھارہ محرم ۹۴ھ میں فوت ہوئے۔بعض روایتوں میں سال وفات ۹۵ھ بھی ہے۔آپ زین العابدین کے نام سے یوں مشہور ہوئے کہ ایک رات آپ نمازِ تہجد میں مشغول تھے کہ شیطان ایک سانپ کی شکل میں ظاہر ہوا تاکہ اس ہیبت ناک شکل سے آپ کو عبادت سے باز رکھ کر لہو و لعب میں مشغول کر دے۔ حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہ دی یہاں تک کہ سانپ نے آپ کے پاؤں کا انگوٹھا اپنے منہ میں ڈال لیا لیکن آپ نے پھر کوئی توجہ نہ دی۔ اس نے آپ کے انگوٹھے کو نہایت سختی سے کاٹا جس سے آپ کو بہت درد محسوس ہوا۔ اس پر بھی آپ نے نماز قطع نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر منکشف کر دیا کہ وہ شیطان ہے آپ نے اسے بُرا بھلا کہا اور مارا۔ پھر کہا: اے ذلیل و کمینے دور ہو جا۔ جونہی سانپ دور ہوا آپ کھڑے ہو گئے تاکہ درد ختم ہو جائے۔ دریں اثناء آپ نے ایک آواز سنی لیکن قائل نظر نہ آیا۔ کہنے والا کہتا تھا آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔ آپ زین العابدین ہیں۔(ترجمہ: علامہ بشیر حسین ناظم۔ ناشر: مکتبہ نبویہ لاہور)

شواہد النبوۃ ہی میں مرقوم ہے کہ جب آپ وضو فرماتے تو آپ کا چہرہ زرد ہو جاتا اور جسم میں کپکپی پیدا ہو جاتی۔ جب آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: تم جانتے ہو کس کے حضور میں پیش ہونا ہے؟

عبادت میں آپ کے انہماک کے بارے میں حضرت عبدالرحمٰن جامی رقم طراز ہیں کہ ''ایک دفعہ آپ گھر میں نماز ادا کر رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی۔ آپ سجدہ میں ہی پڑے رہے۔ لوگوں نے ہر چند شور مچایا: اے ابن رسول !اے ابن رسول! آگ بھڑک اٹھی، آگ بھڑک اٹھی لیکن آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا، جب آگ بجھ گئی تو آپ سے پوچھا گیا: آپ آگ سے غافل کیوں رہے؟ آپ نے جواب دیا: آخرت کی آگ کے ڈر سے۔ (شواہد النبوۃ، اُردو ترجمہ علامہ اقبال احمد فاروقی مطبوعہ لاہور)

ایک رات ایک سائل کہتا پھرتا تھا۔

این الزاھدون فی الدنیا الراغبون فی الاخرۃ — وہ زاہدِ دنیا کہاں ہیں؟ جو آخرت کی طرف رغبت رکھتے ہیں۔

جنت البقیع کی جانب سے نظر نہ آنے والے شخص کی آواز (غیبی ندا) آئی کہ ....''وہ زاہد...... علی بن حسین...... ہیں۔''

تاریخ کے اعتبار سے حضرت سیدنا امام زین العابدین علی بن الحسین رضی اللہ عنہما کے وصال مبارک میں اختلاف ہے بعض نے ۱۸ محرم الحرام ۹۶ھ تحریر کی۔ شیخ طوسی نے ۲۵ محرم الحرام ۹۶ھ، کلینی اور بعض دیگر راویوں نے ۲۵ محرم الحرام ۹۵ھ تحریر کی ہے۔
(جلاء العیون جلد ۲ وغیرہ)

امام زہری جب بھی امام سجاد سیّدنا زین العابدین علیہ السلام کا ذکر خیر کرتے تو زار و قطار روتے نیز کہتے کہ وہ واقعی زین العابدین ہیں جو ایران کے شہنشاہ یزدگرد کی بیٹی سے تولد ہوئے۔ بادشاہ یزدگرد، نوشیروان عادل کی اولاد میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو چھ صاحبزادے عطا فرمائے تھے۔ حضرت امام محمد باقر، عبداللہ الباہر، زید الشہید، عمر الاشرف، حسین الاصغر، علی الاصغر (رضی اللہ عنہم)۔ یاد رہے

کہ ریاض الانساب وغیرہ نے دس صاحبزادوں کا قول بھی کہا ہے۔

حضرت سیّد مہر حسین شاہ بخاری سے میری ملاقات نہیں صرف غائبانہ مگر محبت وخلوص بھرا تعلق خاطر ہے ان کی اسی کتاب ''الکلام المقبول فی مدح اولادِ رسول ﷺ'' کا حوالہ کہیں دیکھا تو اس کتاب کی جستجو ہوئی ٹیلی فونک رابطہ پر شاہ صاحب نے کمالِ شفقت فرمائی اور تیز رفتار ڈاک سے کتاب بھجوا دی۔ وہ سادہ، عام فہم اور سلیس لکھتے ہیں اس وقت معاشرے کو ایسی تحریر ہی کی ضرورت ہے اور سچی بات یہ ہے کہ اہل علم و فضل کے لئے آسان لکھنا مشکل ہوگیا ہے جو بہرحال ایک المیہ ہے۔ محترم شاہ صاحب نے بڑے شوق اور محبت سے ہماری خواہش پر یہ کتاب شائع کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی وہ فرقہ وارانہ فساد کے زمانے میں اس تفریق سے بالا ہیں سنی حنفی مسلک سے تعلق ہے گرامی قدر قاری ظہور احمد فیضی نے انہیں ''خصائصِ علیؑ'' میں دیوبندی لکھا ہے جو درست نہیں۔ ہمارے فونک استفسار پر محترم سیّد مہر حسین شاہ صاحب (0300-5387918) نے بتایا کہ معروف دیو بندی عالم حضرت سیّد لعل حسین شاہ میرے استاد تھے مگر میں دیوبندی وغیرہ نہیں بلکہ صرف سنی حنفی ہوں اور مسلمان ہوں۔ بہرحال حضرت بخاری شاہ صاحب کی یہ تحریر ہم اپنے قارئین تک پہنچا کر مسرور ہیں اس کے علاوہ حضرت سید مہر حسین شاہ بخاری کی دیگر تصانیف یہ ہیں۔ (۱) خصائص نسائی فی مناقب مرتضوی علیہ السلام .... (۲) مسئلہ جواز لعنت یزید پلید...... (۳) الاجابتہ الکافیہ فی رد دفاع معاویہ...... (۴) کھلی چٹھی بنام قاضی مظہر حسین ......(۵) تنقید متین برہفوات مولوی شمس دین...... (۶) پاکستان میں یزیدی تحریک پر اجمالی تبصرہ ...... (۷) تحقیق نکاح حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا...... (۸) احسن التنقید علی قول السدید...... (۹) حیات سیدنا ابوطالب...... (۱۰) المرتضٰی علیہ السلام...... (۱۱) شہادت عظمٰی .... (۱۲) تحقیق حدیث قسطنطیہ

فن خطابت سادات کے گھرانے کی لونڈی ہے کربلا سے واپسی پر شام کی مسجد اموی میں حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام نے یزید پلید کے سامنے خطبہ

ارشاد فرمایا اور اس کی ذلیل و بدنصیب حکومت کو اپنے خطبۂ مبارکہ میں خوب رسوا کیا۔ اس خطبے کی حقانیت و ہیبت کے سبب یزید پر لرزہ طاری ہوگیا اور اس کے سارے درباری لرزہ براندام ہوگئے اسی روز سے یزیدی حکومت کا زوال تیزی سے اپنی منزل ذلت و رسوائی کی طرف بڑھنے لگا۔

آپ کے ارشادات بابِ مدینۃ العلم مظہر العجائب امیر المومنین سیدنا علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے روشن و تابناک اور سرمدی افکار سے مزین ہوتے تھے اور ان میں اسی فصاحت و بلاغت کا اظہار ہوا کرتے تھے۔ چند فرامینِ امام زین العابدین ملاحظہ ہوں۔

لوگوں سے اپنی ضروریات کا کم بیان کرنا بھی تونگری ہے.......... تونگری قناعت ہے.......... دوستوں کا کھو جانا تنہائی کا سبب ہے.......... اپنے نفس کی اصلاح میں پہل کرو.......... شرف و بزرگی کا راز تواضع میں پنہاں ہے.......... لوگو! معصیت شعار لوگوں کی رفاقت اور ظالموں کی مدد سے بچو.......... جس شخص کی راہنمائی کے لئے کوئی عقل مند نہ ہو اس شخص کے لئے ہلاکت و بربادی ہے.......... احمق لوگوں کی سنگت سے بچو کہ وہ تمہارے فائدہ کی خواہش کے باوجود تمہیں نقصان پہنچائیں گے.......... دوزخ سے ڈرنے والے ہر شخص کو توبہ کا راستہ اختیار کرنا چاہیئے کہ توبہ سے گناہ معاف ہوتے ہیں.......... مومن کا محبت سے مومن بھائی کے چہرے کو دیکھنا بھی عبادت ہے.......... مومن سلامتی کے لئے چپ رہتا ہے اور نفع و خیر کے لئے بولتا ہے.......... مجھے اس شخص پر سخت حیرت ہے جو بیماری کے خطرے کے پیش نظر غذا تو ترک کر دیتا ہے مگر بُرے انجام کے ڈر سے گناہ نہیں چھوڑتا.......... اللہ کریم ہمیں امام سجاد سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کے ارشادات مبارکہ پر عمل کر کے دنیا و آخرت سنوارنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ملک محبوب الرسول قادری
مؤسس: مکتبہ اہل بیت اطہار
27/A شیخ ہندی سٹریٹ (داتا دربار مارکیٹ) لاہور
0. 21/0300/0313-9429027, mahboobqadri787@gmail.com

صفر المظفر ۱۴۳۴ھ

فرمودہ سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام

اِتَّقُوا الْكِذْبَ الصَّغِيْرَ مِنْهُ وَالْكَبِيْرَ فِيْ كُلِّ جِدٍّ وَهَزْلٍ

جھوٹ سے ڈرو (بچو) چاہے جھوٹ چھوٹا ہو یا بڑا، سنجیدہ ہو یا مذاق میں

کلام الامام امام الکلام

کلامِ حق ترجمان

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ

منظوم ترجمہ: خلیفۂ اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت حضرت مولانا ابومحمد سیّد محمد دیدار علی شاہ قادری رضوی محدث الوریٰ رحمۃ اللہ علیہ

اِنْ نِلْتِ يَارِيْحَ الصَّبَا يَوْمًا اِلٰى اَرْضِ الْحَرَمْ
بَلِّغْ سَلَامِيْ رَوْضَةً فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَرَمْ

پہنچے کسی دن گر صبا تو برسرِ ارضِ حرم
روضہ پہ اُس شہ کے مرا پہنچا سلام اے محتشم

مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰى مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰى
مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰى مَنْ كَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمْ

منہ ان کے سے روشن ہے خور رخساروں سے روشن قمر

قُرْاٰنُهٗ بُرْهَانُنَا نَسْخًا لِاَدْيَانٍ مَضَتْ
اِذْ جَاءَ نَا اَحْكَامُهٗ كُلُّ الصُّحُفِ صَارَ الْعَدَمْ

برہانِ دیں قرآن ہے جو ناسخِ ادیان ہے
نازل ہوا جب ان پہ وہ کر ڈالے سب دیں، منہدم

اَكْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَيْفِ هِجْرِ الْمُصْطَفٰى
طُوْبٰى لِاَهْلِ بَلْدَةٍ فِيْهَا النَّبِيُّ الْمُحْتَشَمْ

زخمی جگر ہیں ہم شہا تیغ جدائی سے ترے
ہیں خوش نصیب اس شہر کے جس میں ہو تم شافع اُمم

يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ كَمَنْ يَتْبَعُ نَبِيًّا عَالِمًا
يَوْمًا وَلَيْلًا دَائِمًا وَارْزُقْ كَذَالِكْ بِالْكَرَمْ

اے کاش ہوتا اُن سے میں جو ہیں نبی کے دائما
ونرات پیرو کردے اب مجھ کو بھی اُن سے اے حکم

لِيْ حَسْرَةٌ لِمَ لَمْ اَكُنْ مِنْ مَادِحِيْ خَيْرِ الْوَرٰى
فِيْ كُلِّ حِيْنٍ قَدْ مَضٰى وَالْحَالُ وَمَا يَحْصُلُ بِهِمْ

ماضی میں استقبال میں اور حال میں حسرت ہے یہ
ان کے مدح خوانوں سے کیوں نہ ہوا میں ہر دم ہر قدم

لَسْتُ بِرَاجٍ مُفْرَدًا بَلْ اَقْرُبَائِيْ كُلُّهُمْ
فِي الْقَبْرِ اشْفَعْ يَاشَفِيْعُ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ الْقَلَمْ

میں ہی تنہا شہا طالب ہے سب کنبہ مرا
کیجئے شفاعت اب مری ''بالصاد والنون القلم''

يَامُصْطَفٰى يَامُجْتَبٰى اِرْحَمْ عَلٰى عِصْيَانِنَا
عِصْيَانُنَا لَكَثِيْرَةٌ اِنَّا ظَلَمْنَا فَالْكَرَمْ

یا مصطفٰے یا مجتبٰی کر رحم میرے حال پر
میرے گنہ ہیں بیشتر، ظالم ہوں میں، تُو کر کرم

يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ اَنْتَ شَفِيْعُ الْمُذْنِبِيْنَ
اَكْرِمْ لَنَا يَوْمَ الْحَزِيْنِ فَضْلًا وَّجُوْدَ وَّالْكَرَمْ

اے رحمۃ للعالمین! ہو تم شفیع المذنبین
دن غم کے مجھ پہ رحم کر! اے صاحبِ فضلِ اتم

یَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ اَدْرِکْ لِزَیْنِ الْعَابِدِیْنَ
مَحْبُوْسُ اَیْدِیْ الظَّالِمِیْنَ فِی الْمَوْکَبِ وَالْمُزْدَحَمْ

اے رحمۃ للعالمیں! مددے بزین العابدین
ہوں قید دستِ ظالماں قیدِ جفا قیدِ ستم
صدقہ میں اُن کے اے خدا بطفیلِ آلِ مصطفےٰ
دیدار کا بھی ہو بھلا دنیا و عقبٰی میں بہم

نوٹ

کربلا سے واپسی پر خاص کیفیات میں کہا گیا حضرت سیّدنا امام زین العابدین علیہ السلام کا یہ شہرۂ آفاق قصیدۂ مبارکہ مستقل وظیفہ کی حیثیت کا حامل ہے بارگاہ نبوی ﷺ میں اپنی مثال آپ استغاثہ ہے دُعاؤں کی قبولیت کے سلسلہ میں مجرب ہے میرے عم گرامی قدر اور سلسلہ عالیہ قادریہ شریف کے عظیم شیخ طریقت یادگارِ اسلاف، کشتۂ عشق رسول برھان الواصلین حضرت مولانا حافظ عبدالغفور قادری قدس سرہ (م:۱۹۸۷ء) مؤسس اعلیٰ، دربار سراج منیر قادریہ ۹۴ شمالی خونن شریف سرگودھا اس قصیدۂ مقدسہ کے عامل تھے۔ الحمد للہ! آج بھی یہ عظیم نعمت ہمارے خاندانی اورادووظائف میں شامل ہے اور ہر خوشی وغم کے موقع پر اس کا پڑھا جانا معمول ہے۔ حضرت شیخ المحدثین مولانا سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری قدس سرہ، اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا خان محدث بریلوی قدس سرہ کی اجازت سے اس کا باقاعدہ وظیفہ پڑھتے تھے انہوں نے اس کا منظوم اُردو ترجمہ بھی کیا جسے اس قصیدہ پاک کے ساتھ آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ حضرت صاحبزادہ سیّد مصطفےٰ اشرف رضوی مدظلہ (امیر حزب الاحناف) کو اپنے پردادا کا یہ وظیفہ اپنے خاندانی اوراد میں منتقل ہوا۔ انہوں نے اس کے پڑھنے کی اجازت ہمارے قارئین کرام کے لئے عام کرتے ہوئے ہدایت فرمائی ہے کہ اپنی دُعاؤں میں ہمیں اور خاندان رضویہ برکاتیہ کے تمام اکابر و اسلاف اور وابستگان کو یاد رکھیں۔ مجھے میرے اجداد و اساتذہ اور اہل خاندان کو بھی دُعاؤں میں یاد رکھا جائے۔ .... (محبوب قادری)

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

آئمہ اہل بیت اطہار علیہم السلام

مرتبہ: صاحبزادہ پیر سید انعام الحسنین کاظمی زنجانی چشتی نظامی قادری

نمبر شمار	اسماء مبارک	ولادت	شہادت	روضہ مبارک
1	سیدنا امام علی علیہ السلام	13 رجب	21 رمضان	نجف اشرف عراق
2	سیدنا امام حسن علیہ السلام	15 رمضان	28 صفر	جنت البقیع مدینہ
3	سیدنا امام حسین علیہ السلام	3 شعبان	10 محرم	کربلائے معلیٰ عراق
4	سیدنا امام زین العابدین علیہ السلام	15 جمادی الاوّل	25 محرم	جنت البقیع مدینہ
5	سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام	1 رجب	7 ذی الحج	جنت البقیع مدینہ
6	سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام	17 ربیع الاوّل	15 شوال	جنت البقیع مدینہ
7	سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام	7 صفر	25 رجب	کاظمین عراق
8	سیدنا امام علی رضا علیہ السلام	11 ذی القعد	23 ذی القعد	مشہد مقدس ایران
9	سیدنا امام محمد تقی علیہ السلام	10 [illegible]ب	29 ذی القعد	کاظمین عراق
10	سیدنا امام علی نقی علیہ السلام	5 رجب	3 رجب	سامرہ عراق
11	سیدنا امام حسن عسکری علیہ السلام	10 ربیع الثانی	8 ربیع الاوّل	سامرہ عراق
12	سیدنا امام محمد مہدی علیہ السلام	آپ علیہ السلام زمانۂ آخر میں تشریف لائیں گے		

انجمن محبان محمد ﷺ

صاحبزادہ پیر سیّد فیض الحسن شاہ بخاری قادری نقشبندی

سجادہ نشین بہاری شریف (ڈڈیال) آزاد کشمیر 0300-5169745, 0345-5672365

قطعہ تاریخ طباعت

''الکلام المقبول فی مدح اولادِ رسول ﷺ'' کی پہلی اشاعت (۱۹۹۸ء۔ ۱۴۱۹ھ) کے موقع پر یہ قطعہ تاریخ طباعت لکھا گیا مگر چھپ نہ سکا۔ اب کی بار حضرت سید مہر حسین شاہ بخاری کی اجازت سے ہم اسے پہلی مرتبہ شائع کر رہے ہیں۔...... (ادارہ)

''پاک جلوہ گاہ بہشت احتشام اہل بیت''

۱۹۹۸ء

''زیبِ دیں ذاتِ زین العابدینؑ''

۱۴۱۹ھ

''اظہار کمالِ مودّتِ ابوفراس''

۱۹۹۸ء

''یہ نکہتِ باغِ پنج تن''

۱۹۹۸ء

بادشاہوں آمروں کی ناخوشی کے باوجود — امتِ خیر الورٰی ہے قدر دانِ اہل بیت

کوششیں کیا کیا نہ کیں اعدائے اہل بیت نے — پڑھ سکی پھیکی یہ زیبِ داستانِ اہل بیت

ہیں کہاں ابنِ زیاد و شمر و مروان و یزید؟ — مٹ گیا نام و نشانِ دشمنانِ اہل بیت

ہر زباں کے نامور شاعر، اجل اہل سخن — ہر زمانے میں رہے مدحت گرانِ اہل بیت

قوت و تاثیر کا مالک سخن ور بوفراس — خوش مقدر واصفِ شیریں بیانِ اہل بیت

شاندار اشعار لکھے عظمتِ سجاد میں — حضرتِ سجاد رکنِ والا شانِ اہل بیت

شاخِ نخل گلشنِ تطہیر کا سندر گلاب ایک عالم تاب، خورشیدِ جہانِ اہل بیت
میں نے ان اشعار کی دیکھی ہے شرح مہرسین ہے پسندیدہ جنہیں ذکر و بیانِ اہل بیت
یہ صحیفۂ یہ کتاب مدح اولادِ رسول بالیقیں ہے اک دستاویز شانِ اہل بیت
میں نے تائیدِ سروشِ غیب سے طارقؔ کہی اس کی تاریخِ طباعت ''ذکرآنِ اہل بیت''

۱۴۱۹ھ

طارق سلطانپوری

(۲ جون ۱۹۹۸ء)

حضرت طارق سلطانپوری نے ہماری فرمائش پر دو تاریخی مادے اور قطعہ تاریخ طباعت کے چار تازہ اشعار فوری طور پر مرحمت فرمائے ہم ان کے شکر گزار ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ آمین.................(محبوب قادری)

زیبِ بزمِ عترتِ رسول

۱۴۳۴ھ

مسندِ عظمتِ اہل بیت

۲۰۱۲ء

عظمتِ آلِ محمد کون کر سکتا ہے کم؟ کوئی کر سکتانہیں معدوم شانِ اہل بیت
آ نہیں سکتا دورِ خزاں اس کے قریب روز افزوں ہے بہارِ گلستانِ اہل بیت
طارقِؔ ناچیز کا یہ امتیازی ہے شرف خاندانی ہے یکے از واصفانِ اہل بیت
اس کتابِ حق کی تاریخِ طباعت تازہ تر کی رقم طارقؔ ''ودادِ ذکر آنِ اہل بیت''

۱۴۳۴ھ

طارق سلطانپوری

(۱۸ دسمبر ۲۰۱۲ء)

پیشِ لفظ از مترجم و شارح

گھرانۂ رسول ﷺ کے ہر ہر فرد سے محبت رکھنا ہی عین ایمان ہے چونکہ یہ گھرانہ ہی اس امت کے لئے کشتیِ نوح کی مثال ہے۔ جو اس سے وابستہ ہوگیا وہ نجات پاگیا۔ یہ تمام کمال نبی رحمت، شفیع المذنبین، رحمتہ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کا ہے کہ جس جس چیز کی نسبت ان سے ہوتی گئی وہ چیز درجۂ کمال کو پہنچتی گئی۔

کتب سماویہ میں سے جس مقدس کتاب کو نسبت محمدی ﷺ کا شرف نصیب ہوا وہ ھدی للعالمین کی شان امتیاز سے اطراف و اکناف عالم میں چمکی اور انسانوں کے جس طبقہ کو سید یوم الشھور ﷺ کے امتی ہونے کی سعادت نصیب ہوئی وہ خیر الامم کا تاجور بن گیا اور جس قبر مبارک کی خاک پر سرور کونین رحمت دارین ﷺ بنفس نفیس جلوہ افروز ہیں۔ قبر اطہر میں فروکش ہیں اور اقامت گزین ہیں وہ قبر اطہر سات آسمانوں حتیٰ کہ عرش مجید اور کعبۃ اللہ سے بھی افضل ہے اور جن نفوس قدسیہ کو امام الانبیاء ﷺ کی اولاد ہونے کا شرف حق تعالیٰ شانہ نے بخشا ہے ان کی شرافت و عظمت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے قلم قاصر ہے کہ اولادِ رسول ﷺ کے مناقب ومحاسن احاطہ تحریر میں لائے۔

رحمۃ للعالمین ﷺ نے کمال رحمت سے جو اس امت کے لئے تاقیامت تحفہ چھوڑا ہے وہ قرآن اور اہل بیت علیہم السلام ہے۔ عافیت اسی میں ہے کہ قرآن مجید کو حرز جان بنائے اور اہل بیت علیہم السلام کا دامن پکڑے۔ خصوصاً اس فتنوں کے دور میں جبکہ دشمنانِ اسلام اور دشمنانِ اہل بیت کی ریشہ دوانیوں کا دور دورہ ہے۔

نواصب اپنی قبروں کو نارجہنم سے بھرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کر رہے ہیں اور ناصبیت کا پروپیگنڈہ اس شدومد سے جاری ہے کہ کئی غافل علماء بھی اس

کی لپیٹ میں آگئے۔

ناصبیوں کی اس یلغار کو روکنے کے لئے مجلس تحفظ ناموس اہل بیت علیہم السلام کا قیام عمل میں لایا گیا اور یہ طے پایا کہ حضرات اہل بیت علیہم السلام کی مقدس سیرت بیان کی جائے اور دشمنانِ اہل بیت کے مکروہ چہروں سے نقاب اٹھایا جائے۔

اول الذکر میں یہ دوسری کڑی ہے۔ بحمد اللہ۔ اس سے قبل امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تالیف ''الخصائص'' ہم شائع کرنے کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور ''مسئلہ لعنتِ یزید پلید'' وغیرہ شائع ہو کر خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ رسالہ تحقیق حدیث قسطنطنیہ بھی عنقریب شائع ہو جائے گا۔ اللہ پاک طباعت کے اسباب پیدا فرمائیں۔ آمین

حضرات اہل بیت علیہم السلام کی مبارک زندگیوں پر ہر دور میں بہت کچھ لکھا گیا مگر امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی سیرت پر اردو میں بہت کم مواد ملتا ہے۔ راقم ناکارہ کو حضرت امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی مبارک سیرت سے خصوصی لگاؤ ہے اسی لئے اپنے چھوٹے لڑکے سلمہ اللہ تعالیٰ کا نام بھی اسی نسبت سے سید محمد زین العابدین علی تجویز کیا۔

ضرورت تو اس بات کی ہے کہ امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی سیرت پر ایک مستقل کتاب لکھی جائے اور اس سلسلہ میں ارادہ ہے کہ ان شاء اللہ حضرات اہل بیت علیہم السلام کی سیرت فرداً فرداً تحریر کروں مگر بے علمی، ذخیرہ کتب کی کمی اور بعض دنیاوی مشاغل کے ہجوم آڑ بنے ہوئے ہیں۔ اللہ جل شانہ بحرمت آلِ رسول ﷺ اسباب پیدا فرمادیں۔ آمین۔ امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی حیات کے مطالعہ کے دوران مشہور عرب شاعر ہمام بن غالب ابوفراس فرزدق کے اشعار جو حضرت امام کی مدح میں ہیں نظر سے گزرے۔ جو طبیعت کو خوب بھلے لگے۔ یہ اشعار برصغیر کے مشہور بزرگ حضرت ابوالحسن سید علی بن عثمان ہجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' میں بھی تحریر فرمائے ہیں۔ اور ایک مشہور عربی عالم عبدالعزیز سید الاھل نے بھی اپنی کتاب مستطاب ''امام زین

العابدین علیہ السلام'' میں بھی تحریر فرمائے ہیں۔ مولانا زکریا کاندھلوی (جن کا تعلق علماء دیو بند سے ہے) نے بھی اپنے رسالہ فضائل حج میں یہ قصیدہ نقل فرمایا ہے اور عصر حاضر کے نامور محقق عالم دین مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (جن کا تعلق علماء دیو بند سے ہے) نے بھی اپنی کتاب ''دعوت و عزیمت'' میں ان اشعار کا تذکرہ کر کے لکھا ہے کہ عربی ادب میں یہ اشعار بہت بلند پایہ حیثیت کے مالک ہیں۔ ان کے علاوہ حسب ذیل علماء نے بھی اپنی تالیفات میں ان اشعار کو تحریر فرمایا ہے۔

(۱) علامہ ابن حجر مکی در صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۰ مطبعہ مینیہ مصر

(۲) امام شبراوی در اتحاف بحب الاشراف صفحہ ۱۳۹۔۱۴۱ مطبعہ ادبیہ مصر

(۳) علامہ شبلنجی در نورالابصار صفحہ ۱۵۶ طبع بیروت

(۴) امام کمال الدین جہرمی در براھین قاطعہ صفحہ ۴۸۸ مطبع محمدی لاہور

(۵) علامہ محمد برخوردار ملتانی در حاشیہ علی النبر اس صفحہ ۵۱۸ طبع ہاشمی میرٹھ

(۶) نواب صدیق حسن خان (غیر مقلد) در تشریف البشر بذکر الائمہ الاثنا عشر صفحہ ۶۱ طبع آگرہ

(۷) علامہ کمال الدین دمیری در حیاۃ الحیوان مترجم صفحہ ۶۶۔۶۷ طبع لاہور

معروف دیوبندی عالم مولانا اعزاز نے اپنی کتاب ''نفحتہ العرب'' میں یہ قصیدہ سب سے پہلے شامل فرمایا تھا لیکن بعد کے ناشرین نے بددیانتی کی بناء پر اس قصیدہ کو حذف کر دیا ہے۔ پہلا ایڈیشن فقیر کے پاس موجود ہے۔ الحمد للہ

زیر نظر رسالہ چونکہ مستقل حضرت امام زین العابدین علیہ واباۂ السلام کی سیرت پر نہیں ہے اس لئے اشعار سے پہلے مختصر صورت حال و پس منظر پیش کیا جاتا ہے کہ فرزدق شاعر کو یہ شعر کہنے کی کیوں ضرورت پیش آئی بعد میں صرف وہ اشعار اور ان کی شرح پیش کی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

ترجمانِ اجداد

سید مہر حسین بخاری غفرلہ

انتساب

حضرت علی بن حسین، سجاد،
ذوالثفنات، ابن الخیرتین، ابوالحسن
ابومحمد، الزکی سید العارفین

امام زین العابدین

علیہ و آباہ السلام

کی جانب میں اس تحریر کو تقدیم کرنیکی
جرأت کرتا ہوں

—— اگر قبول فرمائیں

ترجمان اجداد
مہر حسین بخاری

الحمد للہ ملھم الحکم ومفیض النعم والصلٰوۃ والسلام علی سید العرب والعجم و علی الہ وصحبہ اھل الفضل والکرم۔

امابعد بندہ ناچیز احقر الوریٰ مہر حسین بخاری قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے زمانہ ولی عہدی میں ایک دفعہ حج کا ارادہ کیا[1] حشم وخدم اور محافظوں کا اتنا بڑا ہجوم ہمراہ ہوا کہ سورج کی کرنیں زمین تک نہ پہنچ سکیں۔ لوگوں کے دل رعب و ہیبت سے دہل گئے۔ ہشام شاہی محافظوں کے جلو میں وارد ہوا چاہتا تھا۔ والی مدینہ ہشام بن اسماعیل اپنے ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ استقبال کے لئے موجود تھا غرضیکہ بیت الحرام تک ولی عہد کے پہنچتے پہنچتے شاہی رعب وجلال میں مزید اضافہ ہو چکا تھا اگر یہ تمام افراد احرام میں ملبوس نہ ہوتے تو ہشام اور اس کے ہمراہیوں کے شاہی لباس کی وجہ سے دیکھنے والوں کو غالباً یہ تخیل ہوتا کہ بہت بڑی فوج حرم شریف میں داخل ہوا چاہتی ہے۔

ولی عہد اور تمام غلام پیشہ افراد طواف کرنے کے لئے آگے بڑھے۔ ہشام کی احرام پوش فوج نے آگے بڑھ کر شاہزادے کے لئے راستہ وسیع کرنا چاہا لیکن یہ تو خدا کا گھر تھا اور یہاں تو لوگوں کے قلوب خانۂ خدا کی عظمت سے معمور ہوتے ہیں۔ لہٰذا

۱۔ مولانا مناظر احسن گیلانی نے اپنی کتاب ''حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی زندگی'' میں بحوالہ عقد الفرید جلد ۱ صفحہ ۳۶۶ میں لکھا ہے کہ یہ عبدالملک کا بیٹا ہشام خلفاء بنو امیہ کا پانچواں خلیفہ تھا حج کے ارادہ سے نکلا اور چھ سو اونٹوں پر صرف اس کے بدن کے کپڑے تھے۔

کسی نے شاہی محافظوں کی طرف نظرِ التفات نہ ڈالی۔ لوگوں نے یہ جاننے کے باوجود کہ ان کے پیچھے ایک ولی عہد شہزادہ آرہا ہے نہ کوئی توجہ دی اور نہ ہی راستہ چھوڑا۔ شاہی فوج نے حتیٰ المقدور کوشش کی، لیکن ہجوم کے سامنے کوئی پیش رفت نہ چلی۔ ہشام کی آرزو تھی کہ حجرِ اسود تک پہنچے لیکن یہ مسئلہ انتہائی دشوار ہوگیا۔ سر اٹھا اٹھا کر دور سے ہی حجرِ اسود کو دیکھنا چاہا لیکن نہ دیکھ سکا۔ کیونکہ لوگوں کا ہجوم اس طرح حائل تھا جیسے بلند وبالا پہاڑ۔

ہشام کے جلال اور خود ساختہ عظمت کو سخت ٹھیس پہنچی۔ ہر شخص ہشام کو دیکھتا اور بے رخی کے ساتھ آگے بڑھ جاتا۔ کچھ لوگ بغور اسے دیکھ کر دل ہی دل میں ہنس رہے تھے کیونکہ ہشام انتہائی بھینگا تھا اور اس کے چہرہ پر کوئی وقار بھی نہ تھا۔ جو اسے دیکھتا اس کی نظروں میں خفیف ہوتا جاتا۔ حتیٰ کہ اس کے شہر حمص والے بھی اس کو دیکھ کر ہنس دیتے۔ ان کی نگاہوں میں ہشام اور حمص کے عرون نامی ایک نعل بند (موچی) میں ایسی گہری مشابہت و یکسانیت موجود تھی۔ گویا چہرہ و مہرہ میں عرون اور ہشام ایک ہی قالب میں ڈھلے ہوئے تھے۔ کچھ دیر بعد حجر اسود کے قریب کھڑے ہونے والوں نے دور سے گرجدار تکبیر کی آواز سنی۔ یہ آواز آہستہ آہستہ ان کے قریب آتی جارہی تھی۔ تکبیر کی یہ مسلسل آواز ایک ضعیف الجثہ اور پھول جیسے نازک بدن انسان کو آگے لا رہی تھی۔ آواز برابر قریب ہوتی گئی۔ لوگوں کی تکبیر و تہلیل کی وجہ سے فضا میں ایک مہیب ارتعاش پیدا ہوا۔ گویا روئے زمین کا ہر متکلم اور خاموش انسان اس وقت تکبیر و تہلیل اور تلبیہ میں مشغول تھا۔ اب وہ بزرگ ہستی حجر اسود کے قریب ہو چکی تھی۔ جس کے گرد تکبیروں کی آواز گونج رہی تھی۔ لوگوں نے دیکھا کہ ایک دھان پان آدمی۔ چھریرا بدن زردرو۔ لرزاں ترساں لیکن پرنور چہرے اور ہیبت وجلال کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے۔

لوگوں نے اس کی مثل ونظیر نہ دیکھی ہوگی۔ چہرۂ آئینہ کی طرح شفاف کہ جس میں قبیلہ کی دوشیزائیں اپنے چہروں کا عکس دیکھیں۔ احرام کی چادر اور تہ بند میں ملبوس سر جھکائے اور نگاہیں نیچی کئے آگے بڑھا۔ پیشانی پر سجدوں کا گہرا نشان قائم تھا۔

لوگوں کی صفوں میں انتشار ہوا۔ لوگ اس ہستی کو چلنے کے لئے کشادہ راستہ دے رہے تھے تا کہ وہ حجر اسود کو بوسہ دے سکے۔

تکبیر کی آوازیں ہر طرف بلند تھیں۔ لوگوں کی نظریں اس بزرگ ہستی کو دیکھنے کے لئے ہر طرف بے قرار تھیں۔ گویا اس کی زیارت ان کی آنکھوں کے لئے سکون بخش سرمہ تھا۔ جو دیکھ لیتا اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو تھر کتے۔ جو نہ دیکھ پاتا وہ اپنی محرومیِ قسمت پر آنسو بہاتا۔ یہ نورِ بصر اب حجر اسود کے قریب پہنچ چکا تھا اور اطمینان سے اس کو بوسہ دے رہا تھا۔

ہشام کے لئے یہ صورت حال بڑی پریشان کن تھی۔ اس کے وقار کا سوال تھا اس کو محسوس ہو رہا تھا کہ پہاڑ اور چڑیا کا تقابل ہے۔ خود اس کے ہمراہی اور شاہی محافظ اس نووارد چاند کی طرف متوجہ ہو کر اس منظر سے لطف لے رہے تھے۔ وہ اس آنے والے کو راستہ بھی دے رہے تھے اور تکبیر بھی کہہ رہے تھے۔ ہشام نے طواف کی جگہ سے پیچھے ہٹ جانا ہی مناسب سمجھا تا کہ لوگوں کا ہجوم اس سے مزاحم نہ ہو۔ وہ کچھ دور ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ زمزم کی جانب حطیم میں اپنے لئے میز بچھوایا اور لوگوں کے ہجوم کے کم ہونے تک اس پر بیٹھا رہا وہ جوش غضب اور ناگواری سے پیچ و تاب کھا رہا تھا۔

ہجوم قدرے کم ہوا اور لوگوں میں اطمینان کی کیفیت پیدا ہوئی تو ہشام کے خاص مصاحبوں اور محافظوں میں سے کسی نے آ کر ہشام سے پوچھا یہ شخص کون ہے؟ جس کا لوگ اس قدر اعزاز و اکرام کر رہے ہیں۔ ہشام نے جواب دیا میں نہیں جانتا۔ ہشام اُپنے اس جواب میں جھوٹا تھا وہ انہیں خوب جانتا تھا لیکن اس کو اندیشہ یہ تھا کہ کہیں ان لوگوں کے دلوں میں بھی ان کی عظمت کا سکہ نہ بیٹھ جائے اور لوگ اس گرویدگی کے نتیجہ میں کہیں اس کو اپنا بادشاہ نہ تسلیم کر لیں۔

ہشام اس سفر حج میں یہ خیال کر کے نکلا تھا کہ اگر امام زین العابدین کا اور اس کا کسی موقع پر سامنا ہوا تو وہ امام زین العابدین پر غلط اندازہ میں نگاہیں ڈالتا ہوا اور اپنے مصاحبوں اور محافظ فوج کے دل میں حضرت علی بن حسین امام زین العابدین

علیہ وآبائہ السلام اور بنی ہاشم کی قدر ومنزلت کو پست کرتا ہوا آگے بڑھ جائے گا مگر ایسا نہ ہوسکا۔

حقیقت یہ تھی کہ اس محافظ سپاہی کا سوال بھی تجاہل عارفانہ پر مبنی تھا وہ ہشام کو ٹٹولنا چاہتا تھا اور اس کا جواب سن کر دل لگی کرنا چاہتا تھا مگر امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی شخصیت ایسی نہ تھی کہ کسی شخص کو تعارف حاصل کرنے کے لئے ان کے متعلق دوسروں سے پوچھنا پڑے۔ وہ ہر سال اسی طرح احرار اور آزاد شدہ غلاموں کے جھرمٹ میں دُعا وتلبیہ کرنے تشریف لایا کرتے تھے۔ تکبیر وتہلیل کرنے والوں کا ایک ہجوم گرجتے اور برستے بادلوں کی طرح ان کی ہمراہ ہوتا تھا۔ ناواقفیت کے اندازہ میں ہشام کا جو جواب تھا وہ وہیں ختم نہیں ہوگیا بلکہ بات چل پڑی اور تقریباً سب ہی کو معلوم ہوگئی۔ قبائل کے سرداروں کی ایک جماعت جو مطاف سے علیحدہ دور کھڑی ہوئی تھی ہشام کے اس تجاہل عارفانہ کی تہہ کو پہنچ گئی۔ ان کے دلوں میں اہل بیت کے خاندانوں کی عظمت تھی۔ اتفاق یہ تھا کہ ان میں اس وقت ہمام بن غالب ابوفراس فرزدق شاعر بھی موجود تھا۔ وہ ستر سال کی عمر میں تھا لیکن محبتِ اہل بیت علیہم السلام اس کے دل سے کم نہ ہوئی تھی۔ جب اسے امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی شخصیت کے بارے میں ہشام کے انکار کرنے کا حال معلوم ہوا تو غصہ سے چہرہ سرخ ہوگیا۔ اس کے گرد جمع ہونے والے ہمراہیوں نے کہا۔ ابوفراس! کیا بات ہے؟ کہنے لگا۔ تم نے بھینگے کی بات نہیں سنی۔ لوگوں نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سوچا اچھا ہے۔ فرزدق جوش میں آجائے۔ جواب دیا۔ ابوفراس! پھر تم ہی اس کو متعارف کرادو۔ فرزدق کی تیوری کے بل دیکھنے کے قابل تھے۔ وہ سمندر کی طرح جوش میں آگیا اور یہ بھی بھول گیا کہ ابھی طواف کے کچھ چکر پورے کرنے ہیں۔ پھر برجستہ فرزدق نے یہ اشعار آپ کی مدح میں سنائے۔

قصیدہ فرزدق ابوالفراس

هذا الذی تعرف البطحاء وطائته　　والبیت یعرفه والحل والحرم

یہ وہ ہستی ہے جس کے قدموں کی عزت زمین بطحا جانتی ہے اور ان کے منصب جلیلہ کو کعبہ جانتا ہے اور حل وحرم واقف ہے۔

ف: خانہ کعبہ کے ہر چہار طرف کی زمین کو ایک حد محدود تک حرم کہتے ہیں۔ اس میں شکار کرنا، درخت کاٹنا حرام ہے اور حرم کے سوا جو زمین ہے اس کو حل کہتے ہیں اس میں شکار وغیرہ حلال ہیں۔

نوٹ: یہ عظمت اللہ جل شانہ کے ساتھ منسوب ہونے پر صرف کعبہ ہی کو حاصل ہے۔ آج کل بعض جہلاء اولیاء کرام کی قبروں کے ساتھ حرم کی ایک حد بنائے پھرتے ہیں اور وہاں سے درخت یا گھاس وغیرہ نہیں کاٹتے۔ یہ شرک میں داخل ہے اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ امام زین العابدین علیه واٰباۂ السلام ایسے بلند مرتبہ اور عالی مرتبہ ہیں کہ جس زمین پر اپنا قدم مبارک رکھتے ہیں وہ معلوم کر لیتی ہے کہ سید الانبیاء ﷺ کے لخت جگر اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نور بصر نے مجھ پر اپنا قدم مبارک رکھا۔ یہ ہستی وارث نبوت، چراغ امت، سید مظلوم امام معصوم[1]، زین عباد، شمع اوتاد ابوالحسن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہے جو اکرم و اعبد اپنے زمانہ میں ہے۔ آواز آئی ابوفراس! مکرر...... ذرا اونچی آواز میں۔ فرزدق نے آواز بلند کی اور کہا:

هذا ابن خیر عباد الله کلهم　　هذا التقی النقی الطاهر العلم

۱۔ یہاں معصوم کا معنیٰ محفوظ لیا جائے۔ سیدنا شیخ ابن عربی قدس سرہٗ نے اس کی تصریح فرمائی ہے اہل سنت کے نزدیک آئمہ اہل بیت کے لئے معصوم کا اطلاق درست ہے اسے محفوظ کے معنی میں لیا جائے۔ (محبوب قادری)

یہ تمام بندگان خدا میں اشرف ترین ہستی کی اولاد ہے۔ متقی، پاک باز، پاک دل، عیوب سے پاک اور علوم کا جامع ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ امام زین العابدین علیہ واباۂ السلام حضرت محمد ﷺ کی اولاد ہیں جو اللہ پاک کے سب بندوں بشمول اولیاء و انبیاء سے افضل ہیں اور خود بھی پرہیز گار اور پاکباز ہیں۔ اور ان کو کمال ذاتی و کمال اضافی دونوں حاصل ہیں۔ غیر کی طرف منسوب ہونے سے جو عزت و بزرگی حاصل ہو، وہ اضافی ہوتی ہے اور اپنی ذات خاص میں جو شرف و کمال موجود ہو وہ ذاتی ہوتا ہے۔

اذا راتہ قریش قال قائلھا الی مکارم حذا ینتھی الکرم

جب قبائل قریش ان کی رفعت شان دیکھتے ہیں تو پرکھنے والا کہہ دیتا ہے کہ ان کے منصب جلیل تک تمام اعزاز و مناصب کا منتہا ہے۔

ف: یعنی تمام قریش کو اس امر کا اقرار ہے کہ ان سے زیادہ بزرگ سخی جواں مرد روئے زمین پر بالفعل کوئی شخص نہیں ہے۔ طواف کرنے والوں نے سنا کہ کوئی شاعر نہایت شیریں اور دلچسپ شعر پڑھ رہا ہے۔ اخلاص و جذبات فی البدیہ شعر اس طرح سنا رہا ہے گویا وہ اسے پہلے سے یاد ہیں اور اشعار کا مضمون اس کا عقیدہ ہے۔ ہر چہار طرف سے لوگ سمٹ آئے اور جب معلوم ہوا کہ فرزدق شعر پڑھ رہا ہے۔ بس فرزدق کا نام سننا تھا کہ لوگ اس کا کلام سننے کو بے تاب ہو گئے اور انہوں نے شاعر عرب کی زبان سے سیدِ العرب والعجم کی شان اقدس میں اشعار سننے کو اپنی خوش بختی تصور کیا اور فرزدق کے اشعار صحنِ حرم کے درو بام سے ٹکراتے ہوئے شیریں نغمے تھے۔

ینمی الی ذروۃ العز التی قصرت عن نیلھا عرب الاسلام والعجم

انہوں نے وہ بلند مقام حاصل فرمایا جس کے مساوی عزت حاصل کرنے والے قاصر ہیں عرب و عجم کے تمام مسلمان۔

ف: یعنی کوئی مسلمان عربی ہو یا عجمی ان کے بلند مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ ذاتی

طور پر بھی علم میں، عبادت میں، سخاوت میں، ان کا نام تھا اور نسبت محمدی ﷺ بھی نصیب تھی۔ سید الشہداء کے لختِ جگر تھے۔ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیھا کے نور بصر تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ جس کا باپ سید الشباب اھل الجنۃ ہو اور جس کی دادی اماں سیدۃ النساء اھل الجنہ ہو اس کی بلندی مرتبہ کو کون چھو سکتا ہے۔

یکاد یمسکه عرفان راحته   رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

وہ جس وقت رکن حطیم کا استیلام کرنے کے لئے آگے بڑھتے ہیں تو حطیم ان کی خوشبو سے لطف اندوز ہونے لگتا ہے۔

ف: یعنی جب وہ حجر اسود کا بوسہ لینا چاہتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ بپاس ادب وہ ان کا ہاتھ تھام لے کیونکہ آپ کے دست اقدس کی ہتھیلی کی خوشبو سے وہ پہچان گیا ہے کہ یہ ہاتھ نبی کریم ﷺ کے فرزند ارجمند کا ہاتھ ہے۔

فی کفه خزران وریحها عبق   بکف اروع من عرنینه شمم

ان کے دست مبارک میں خزران کی چھڑی ہے اور اس کی مہک اڑ رہی ہے اور وہ ایسی ہستی کے ہاتھ میں ہے جو بہت اونچی ناک والا سردار ہے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ یہ بید کی لکڑی جو جناب ممدوح کے ہاتھ میں ہے وہ آپ کے دست مبارک کی تاثیر سے خوشبودار ہوگئی ہے اور ناک کا بلند ہونا محاورہ ہے جو انتہائی غیرت مند پر بولا جاتا ہے اور بزرگی اور حسن پر بولا جاتا ہے۔

یغض حیاء ویغضی من مهابته   فلا یکلم الا حین یتبسم

حیاء ایمانی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہیں اور لوگوں کی آنکھیں ان کی مہابتِ شان سے بند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کلام ہی نہیں فرماتے مگر جب کلام فرماتے ہیں تو تبسم ریز لہجہ میں۔

ف: یعنی نظر اٹھانے سے ان کو توحید مانع ہے اور کمال حیاء کی نشانی ہے اور

لوگ ان کے رعب و جلال کی وجہ سے آنکھ نہیں اٹھا سکتے اور کسی کی مجال نہیں کہ ان سے کلام کر سکے مگر ہاں جس وقت وہ ہنستے اور خوش ہوتے ہیں اس وقت ان سے کلام کرنا ممکن ہے۔

ینشق نور الهدیٰ عن نور طلعته   کالشمس ینجاب عن اشراقها الظلم

ان کی وجہ منیر کے ظہور سے ہدایت کے انوار پھیل گئے۔ جیسے سورج کی روشنی سے ظلمتیں کافور ہو جاتی ہیں۔

ف: یعنی آفتاب تاریکی کو دور کرتا ہے اور حضرت امام زین العابدین علیه وآبائه السلام کے چہرہ مبارک کا نور، باطن کی تاریکی یعنی کفر و گمراہی کو دور کرتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جناب ممدوح کی صحبت و نگاہ کا اثر لوگوں کے قلوب پر اس قدر پڑتا ہے کہ گمراہ اور کافر بھی نرم دل ہو کر ایمان لاتے اور پاتے ہیں۔

من جده دان فضل الانبیاء له   و فضل امته دانت له الامم

یہ وہ ہیں جن کے جد امجد کے منصب کے آگے تمام انبیاء نیچے ہیں اور یہ وہ ہیں جن کے امتیوں کی فضیلت سے تمام امتوں کی فضیلت کم ہوگئی۔

ف: مطلب یہ ہے کہ حضرت امام زین العابدین علیه وآبائه السلام حضور نبی کریم ﷺ امام الانبیاء کے نواسے ہیں جو بالاتفاق افضل الانبیاء ہیں اور ان کی نسبت سے ان کی امت افضل الامم ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کتنی کمال شان کے مالک ہیں کہ جن کے نانا امام الانبیا ہیں۔ جن کے دادا حضرت علی علیہ السلام امام الاولیاء ہیں اور باپ جنت کا سردار ہے۔

مشتقه عن رسول الله ینعمته   طابت عناصره و الخیم والشیم

یہ اللہ کے رسول ﷺ کی ذات گرامی سے مشتق ہیں اور ان کی تعریف جہان کر رہا ہے اور ان کا عنصری وجود ہی پاک ہے اور ان کی خصلتیں اور عادتیں بھی پاک ہیں۔

ف: جناب ممدوح حضور ﷺ کی اولاد ہیں اور شاخ میں وہی تاثیر ہوتی ہے جو کہ درخت میں ہوتی ہے اور حضور ﷺ تو خلق عظیم کے مالک ہیں اور ان کا خلق تو قرآن ہے تو اس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام زین العابدین علیہ وآباۂ السلام بھی خلق عظیم کے مالک ہیں۔

هذا ابن فاطمه علیہ السلام ان کنت جاهله و بجده انبیاء الله قد ختموا

اچھی طرح پہچان لے کہ یہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نور نظر ہیں۔ اگرچہ تو ان سے بے خبر ہے اور یہ وہ ہیں جن کے جد امجد کی بعثت پر اللہ کے تمام نبیوں کی تشریف آوری ختم ہے۔

ف: یعنی جناب امام زین العابدین علیہ وآباۂ السلام جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا کے نور نظر ہیں اور جناب خاتم النبین حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے نواسہ ہیں۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہے کہ جناب فرزدق کے کلام سے ظاہر ہے کہ امت مسلمہ کا شروع سے یہی عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ لہٰذا قادیانی عقیدہ خلاف اسلام اور کفر ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ مرزا قادیانی ملعون دجال کذاب کافر ہے اور اس کو ماننے والے خواہ اسے نبی مانیں یا مذہبی راہنما تصور کریں وہ بھی کافر و مرتد ہیں۔ نیز جو لوگ مرزا قادیانی دجال معلون کو مذہبی راہنما مانتے ہیں وہ نرے مغالطے میں ہیں کیونکہ قادیانیت میں بھی وہ کافر ہیں اور مسلمانوں کے نزدیک بھی وہ کافر ہیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے ہم

راقم اثیم نے اس سلسلہ میں کچھ مواد اکٹھا کیا ہوا ہے اللہ تعالٰی نے توفیق بخشی تو ''لاہوری مزارئیوں کے لئے لمحہ فکریہ'' کے عنوان سے ایک رسالہ شائع کروں گا۔

بہرحال مرزائی قادیانی گروپ ہو یا لاہوری دونوں کافر ہیں۔

الله فضله قدما و شرفه جری بذالك له فی اللوح والقلم

اللہ نے انہیں فضیلت بخشی ہمیشہ سے شرف تام عطا فرمایا اور ان کے اعزاز و اکرام کا حکم لوح وقلم میں جاری ہوگیا۔

ف: یعنی یہ عزت و بزرگی جو ان کو بوجہ قرابت داریٔ نبوت حاصل ہے یہ قدیمی ہے اور ازل سے لوح محفوظ پر لکھی ہوئی ہے۔ پس ایسا کون ہے جو ان کی برابری کرے؟ کیونکہ شرف ذات اور پاکیٔ جوہر جو آلِ نبی ﷺ کے واسطے ثابت ہے وہ کسی کو میسر نہیں۔

اللیث اھونہ منہ حین تغضبہ والموت الیسر منہ حس یبنضم

شیر ہلکا ہے ان سے جس وقت تو غصہ دلا دے ان کو اور موت بہت آسان ہے ان سے جس وقت ان کی حق تلفی کی جائے۔

ف: مطلب یہ ہے کہ دین کے بارہ میں ان کا غضب وغصہ اس قدر سخت ہے کہ شیر کا غضب وغصہ ان کے غضب وغصہ کے مقابل ہلکا ہے اور ان کے مواخذہ و انتقام کی سختی سے موت کی سختی بہت ہلکی اور آسان ہے۔ واضح رہے کہ وقت ظہور منہیات و شیوع منکرات غضب وغصہ کرنا عینِ قوتِ ایمان وحرارتِ اسلام کی دلیل ہے چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم — یعنی اے نبی ﷺ! جہاد کر کافروں اور منافقوں سے اور سختی کر ان پر۔

اور یہی وجہ ہے کہ سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام نے اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر میدان کربلا میں پورے گھرانے کی قربانی دے کر وفدینہ بذبحٍ عظیم کی تکمیل کی۔

فلیس قولك من ھذا بضائرہ العرب تعرف من انکرت والعجم

تیرا یہ کہنا کہ یہ کون ہے؟ ان کو نقصان نہیں دے سکتا اس لئے کہ انہیں تو سارا عرب جانتا ہے اور جس سے تو نے تجاہل عارفانہ کیا اسے تو عجم پہچانتا ہے۔

ف: یعنی اگر تو نے ان کو نہ پہچانا تو کیا ہوا؟ کیونکہ تو (ہشام) تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا ہے حالانکہ ان کو عرب و عجم پہچانتے ہیں کہ یہ بزرگ گھرانۂ رسول ﷺ کے فرد فرید ہیں۔

کلتا یدیہ غیاث عم نفعھما یستوکفان ولا یعروھما العدم

ان کے دونوں ہاتھ ایسے برستے ہوئے بادل ہیں جن سے عام نفع ہے ہر ایک کے ساتھ وہ ہاتھ اعانت کرتے ہیں اور ان پر اس صفت کا عدم نہیں آتا۔

ف: یعنی ان کے دونوں ہاتھ فریاد رس ہیں اور مثلِ بارانِ رحمت عام خلائق ان سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ سخاوت میں اتنے بے مثال ہیں کہ جیسے بارش سے ہر کسی کو فائدہ ہوتا ہے اور ان کی سخاوت سے ہر کسی کو فائدہ ہوتا ہے مگر باوجود جود و بخشش سے تہی دستی ان پر نہیں آتی۔

سھل الخلیقه لا یخشی بوادرہ بزینته اثنان حسن الخلق والشیم

نہایت نرم دل ہیں حتیٰ کہ ان کے غصہ سے بھی خوفزدہ نہیں ہوتا یہ سبب اس کے کہ یہ دو صفتوں حسن صورت اور حسن سیرت سے مزین ہیں۔

ف: یعنی دلکشی اور خوش خلقی ان کی پیدائشی عادت ہے اوران میں تیز مزاجی اور تند خوئی مطلق نہیں ہے کیونکہ یہ اس ہستی کی اولاد ہیں جن کے بارے میں قرآن کی گواہی ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃٌ حسنة

لا یخلف الوعد میمون نقیبته رحب الفناء اریب حین یعتزم

وعدہ خلافی نہیں کرتے، مبارک نفس، کشادہ صحن دانا ہیں جس وقت سیدھی راہ پکڑتے ہیں۔

ف: یعنی جناب ممدوح جب کسی سے وعدہ کرتے ہیں تو خلاف وعدہ نہیں کرتے ہیں اور ان کے مکان کا صحن کشادہ ہے یعنی حد درجہ سخی، فیاض اور مہمان نواز ہیں۔ کیونکہ اپنے مکان کا صحن کشادہ اور فراخ وہی لوگ رکھتے ہیں جو دل کے فراغ دنی و مہمان

نواز ہوا کرتے ہیں اور جناب ممدوح مجتہدانہ شان کے مالک ہیں اور صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔

عم البریه بالاحسان فانقشعت عنه الغیابته والاملاق والظلم

محسن عالم ہیں اپنے احسانات کے ساتھ اوران کی شان جو ان کی وجہ میں ہے پراگندہ ہو چکی ہیں گمراہی، محتاجی اور ظلم کی اندھیریاں۔

ف: یعنی ان کے جُود و احسان کی برکت سے تمام خلائق نے تکلیف، رنج مفلسی سے نجات پائی ہے لوگوں سے فقیری اور محتاجی کی مصیبت دور ہوگئی ہے اور جناب امام زین العابدین علیه وآباۂ السلام کے آباؤ اجداد کی ذات بابرکات میں جیسی سخاوت و فیاضی و فریادرسی تھی ویسی ہی آپ کی ذات عالی صفات میں بھی ہے۔

من معشر حبهم دین وبغضهم کفر وقربهم منجی ومعتصم

یہ اس گھرانہ سے ہیں جن کی محبت عین دین ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے اوران کا قرب مقامِ نجات اور قلعۂ محافظت ہے۔

ف: یعنی جناب امام زین العابدین علیه وآباۂ السلام آل رسول ﷺ اور اولاد بتول علیہا السلام ہیں۔ ان کی تابعداری و محبت باعث نجات و دستگاری ہے اور ان کا مخالف و نافرمان مردود ناری ہے۔ ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا میری ''اہل بیت سے محبت رکھو میری محبت کے سبب۔''

پس معلوم ہوا کہ جو نامراد محبِ اہل بیت نہیں وہ محبِ رسول ﷺ نہیں ہے۔

ان عد اهل التقی کانو ائمتهم اوقیل من خیر اهل الارض قیلهم

اگر زمانے کے متقی گنے جائیں تو سب ان کے متبع ہوں گے اور اگر پوچھا جائے کہ روئے زمین میں سب سے افضل کون ہے تو کہا جائے گا یہی ہیں۔

ف: یعنی اہل بیت علیہم السلام کو جو بحیثیت اہل بیت علیہم السلام ہونے کے بزرگی و سرداری حاصل ہے وہ کسی بشر کو حاصل نہیں۔ تقویٰ و پرہیز گاری میں تمام اہل جہان کے مقتدا و امام

ہیں اور اس امر کا سب کو اقرار ہے حتیٰ کہ اگر کسی سے پوچھا جائے کہ زمین کے رہنے والوں میں کون لوگ سب سے بہتر ہیں تو بے تامل وہ یہی جواب دے گا کہ اہل بیت علیہم السلام ہیں۔

لا یستطیع جواد بعد غایتھم ولا یدانیھم قوم و ان کرموا

دنیا کا کوئی سخی ان کی منتہا وسخاوت کو پہنچنے کی طاقت نہیں رکھتا اور کوئی قوم کا بڑا ان کی برابری نہیں کر سکتا اگرچہ وہ اپنی قوم میں معزز ہو۔

ف: یعنی مجال نہیں کہ کوئی سخی اہل بیت علیہم السلام کی حدِ سخاوت تک پہنچ سکے یا کوئی کریم قوم ان کے جود و کرم تک پہنچے۔ کیونکہ ایثار یعنی اپنی حاجت پر غیر کی حاجت کو مقدم رکھنا اس کے مصداقِ کامل یہی اہل بیت علیہم السلام ہیں۔ آیت کریمہ یوثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ اہل بیت علیہم السلام ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ھم الغیوث اذا ما ازمہ ازمت والاسد اسد الشری والباس محتدم

قحط سالی میں یہ موسلا دھار بارش ہیں جبکہ وہ قحط سخت ہو چکا ہو اور شیر ہیں مقام شریٰ کے شیر جس حال میں جنگ گرم ہو۔

ف: یعنی اہل بیت علیہم السلام قحط سالی میں باران رحمت کا کام کرتے ہیں۔ خلائق کو سختی فاقہ سے نجات دیتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی سخاوت درجہ کمال تک پہنچی ہوئی ہے اور سخت جنگ میں شیروں کا کام کرتے ہیں۔ شریٰ کوہ سلمٰی میں ایک راہ کا نام ہے وہاں شیر بہت رہتے ہیں اور شجاعت اور ہیبت میں ضرب المثل ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجھہ اسد اللہ ہیں اور شجاعت ان کا وصف خاص ہے اور ان کی اولاد میں یہ وصف بدرجہ اُتم موجود ہے۔

لا ینقص العسر بسطا من اکفھم سیان ذالک ان اثروا او ان علموا

ان کا ہاتھ کبھی عطا کرنے سے نہیں رکتا خواہ تنگی ہو۔ اور برابر ہے ان کے لئے خواہ دولت ہو یا نہ ہو۔

ف: یعنی تنگ دستی ان کی فراخ دستی کو نہیں روک سکتی بلکہ ان کا جود و کرم ہمیشہ ایک حال پر رہتا ہے نہ مال ہونے سے بڑھتا ہے اور نہ مال جانے سے گھٹتا ہے کیونکہ فیاضی اور مہمان نوازی کو تعلق دل سے ہے نہ کہ مال سے۔ اور اکثر مال دار بخیل ہوتے ہیں اور بعض غیر مالدار دل و ہمت کے اعتبار سے سخی و کریم ہوتے ہیں۔

مقدم بعد ذکر اللہ ذکرھم وکل یوم ومختوم بہ الکلم

اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ہی ذکر ہے ہر امر کے ابتداء میں اور ختم کیا جاتا ہے ان کے ذکر پر ہر کلام۔

ف: یعنی بعد ذکرِ الٰہی، اہل بیت علیہم السلام کا ذکر ہر ذکر پر مقدم ہے کیونکہ لوگ ہر کلام اور ہر کام کو حصولِ برکت کے لئے درود شریف پڑھ کر شروع کرتے ہیں اور اس میں اہل بیت علیہم السلام کا ذکر بھی ہوتا ہے پس بعد ذکر خدا اور رسول ﷺ اہل بیت علیہم السلام کا تی ز ک۔ زبان پر آتا ہے۔دُعا کی قبولیت کے لئے بھی ضروری ہے کہ ہر دُعا سے پہلے اور بعد میں درود شریف پڑھا جائے۔

ای القبال لیست فی رقابھم للاولیته ھذا اوله نعم

عرب کا کون سا قبیلہ ایسا ہے جس کی گردن میں ان کی بزرگی کا قلاوہ نہ ہو یا اس کے لئے ان کے گھر سے نعمتیں نہ پہنچی ہوں۔

ف: یعنی تمام خلائق کو ان کی غلامی کا اقرار ہے کوئی پیشوا تو جان کر ان کا تابع فرمان ہے اور کوئی ان کے انعام و اکرام کا ممنون احسان ہے۔

من یعرف اللہ عرف اولیته ذا والدین من بیت ھذا ناله الامم

جو اس ہستی الٰہی کو جانتا وہ ہے ان کی فضیلت کو بھی جانتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ امت نے دین، ان کے گھر حاصل کیا۔

ف: سچ ہے جو شخص خدا شناس ہے وہی جانتا ہے کہ حضرت ممدوح مقرب بارگاہ و ہادی راہ ہیں اور جو شخص ہشام بن عبدالملک کی طرح کور باطن ہے وہ جناب موصوف کے

مراتب و مدارج کو کیا جانے اور فی الواقع اس امت مرحومہ نے دین و اسلام کو حضرات اہل بیت علیہم السلام ہی کے طفیل سے جانا اور پہچانا ہے اور انہیں کی متابعت و اقتداء میں نجات و ہدایت ہے۔ ہر طرف سے احسنت و مرحبا کے ڈونگرے برسنے لگے فرزدق رواں دواں اپنے قصیدے کو پڑھ رہا ہے لوگوں نے اس واقعہ کی خبر حضرت امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کی خدمت میں عرض کر دی۔ آپ نے بارہ ہزار درہم فرزدق کو بطور عطیہ بھیجے اور فرمایا اسے کہنا ابوفراس ہمیں معاف کر دے کہ ہم لوگ اس وقت امتحان و ابتلاء میں ہیں اس ہدیۃ سے زائد اس وقت ہمارے پاس کچھ نہ تھا ورنہ زیادہ عطا فرماتے۔ فرزدق نے عطیہ واپس کرتے ہوئے کہلا بھیجا یا بن رسول اللہ! میرا یہ قصیدہ خدا کی خوشنودی کی خاطر تھا آپ سے عطیہ و انعام پانے کے لئے نہ تھا۔

قاصد دوبارہ فرزدق کے پاس آیا کہ امام زین العابدین علیہ السلام یہ رقم واپس لینے کو تیار نہیں اور فرماتے ہیں کہ ہم اہل بیت علیہم السلام کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتے۔ تو بتعمیل حکم فرزدق نے وہ عطیہ قبول کر لیا۔

ادھر جب ہشام نے اہل بیت کی اتنی تعریف سنی تو غضب ناک ہو گیا اور حکم دے دیا کہ فرزدق کو عسفان میں قید کر دیا جائے۔ (عسفان مکہ و مدینہ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں ایک کنواں ہے اس میں قیدی بند کئے جاتے تھے) فرزدق اس ناروا سلوک پر بھڑک اٹھا اور ہشام کی ہجو میں کچھ شعر کہے۔ جب ہشام کو اس صورت حال کا پتہ چلا تو فرزدق کی رہائی کا حکم دے دیا۔

جو قصیدہ امام زین العابدین علیہ وآبائہ السلام کے فضائل میں فرزدق نے کہا اس سے کہیں زیادہ حضرت ممدوح کے فضائل ہیں اور ان کا جمع کرنا امکان میں نہیں۔ یہ قصیدہ فرزدق کی زبان سے حاجیوں نے سنا اور مشرق و مغرب کے تمام اسلامی شہروں میں مشہور ہو گیا۔ گو فرزدق نے اپنے وجدان و شعر کو ان اشعار میں سمو دیا ہے لیکن لوگ کہہ رہے تھے کہ علی بن حسین علیہم السلام (امام زین العابدین) کی اس مدح کے صلے میں خداوند تعالیٰ فرزدق کو بخش دے گا۔

مجھ بے نوا کو بھی اس رحیم کریم مولیٰ کی ذات عالی سے قوی امید ہے کہ میری اس حقیر سی کوشش کو قبول کرتے ہوئے اہل بیت اطہار علیہم السلام کے طفیل میری لغزشوں، کوتاہیوں سے درگزر فرما کر میری بھی مغفرت فرما دے گا۔

ترجمان اجداد!

سید مہر حسین بخاری غفرلہ

بروز جمعرات ۲۱ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

مجاہد کی اذاں

فرزدق۔۔۔۔۔حیات اور شاعری

پنجاب یونیورسٹی میں میری ملاقات نامور قلمکار عظیم صحافی مکرمی و محترمی ملک محمد محبوب الرسول قادری زید مجدہ سے گذشتہ دنوں ہوئی دورانِ گفتگو موصوف نے میری طرف ایک مختصر تالیف بڑھاتے ہوئے کہا: ''میں اس خوبصورت تالیف کو مکتبہ اہل بیت اطہار کے زیر اہتمام شائع کرنے جا رہا ہوں''۔

عنوان دیکھتے ہی میرا دل مسرت سے جھوم اُٹھا اور زبان اس کی عکاس بن کر بول اُٹھی : ''سبحان اللہ! جناب اسے ضرور اور جلد از جلد شائع ہونا چاہیے، مختصر مگر جامع تالیف ہے اور محبان اہل بیت کے لئے نادر تحفہ ثابت ہوگی''۔

تالیف مذکور کا عنوان ''الکلام المقبول في مدح اولادِ رسول '' ہے۔ دراصل یہ تالیف دورِ بنی امیہ کے عظیم شاعر فرزدق کے حضرت سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہ کی مدحت وفضیلت میں رقم کردہ ایک قصیدہ پر مشتمل ہے۔ اس کے مترجم و شارح محترم سید مہر حسین بخاری صاحب ہیں جنھوں نے اپنی ذمہ داری بطریق احسن نبھائی۔

زیر بحث تالیف کی ورق گردانی کرتے ہوئے میں نے ملک صاحب سے عرض کیا: مجھے لگتا ہے کہ اس میں فنی لحاظ سے ایک کمی ہے۔ اور وہ یہ کہ ناظمِ قصیدہ فرزدق کے حالات زندگی اس میں مذکور نہیں۔ موصوف بولے :''یہ کام آپ ہی کر دیں'' سو میں نے شاعر کے حوالے سے اہم معلومات سپردِ قلم کر دیں۔ ملاحظہ ہوں :۔ .... (مرزا مجاہد احمد۔ لیکچرار شعبہ عربی۔ گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ لاہور)

فرزدق (۲۰ھ۔۱۱۰ھ)

ابو فراس ہمام بن غالب بن صعصعہ تمیمی ۲۰ھ میں پیدا ہوا۔ مقامِ ولادت بصرہ ہے اپنے چہرے کے کھردرے پن اور روٹی کیطرح ہونے کے باعث فرزدق کے لقب سے مشہور ہوا۔

فرزدق نے بچپن ہی سے شعر گوئی کا آغاز کر دیا تھا۔ ایک روز اس کا والد اسے مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں لے گیا۔ اس نے حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو اپنا کلام سنایا تو آپ نے تحسین فرمائی اور ساتھ ہی اسے قرآنِ

مجید حفظ کرنے کی نصیحت فرمائی۔ اس نصیحت کو عملی جامہ پہنانے کے لئے فرزدق نے اپنے آپ کو لوہے کی بیڑیوں میں جکڑ لیا اور قرآنِ مجید حفظ کرنے کے بعد آزاد ہوا۔

فرزدق کی شاعری میں فخر کا عنصر غالب ہے۔ اس کی شاعری کے الفاظ انتہائی پختہ اور اسلوب بہت شاندار ہے۔ تراکیب میں تنوع اس کی شاعری کی امتیازی خصوصیت ہے۔ یہ جاہلی اسلوب پر شعر کہا کرتا تھا۔ اہلِ لغت نے اس کی شاعری کو بہت زیادہ سراہا۔ کہا جاتا ہے:

"لو لا شعر الفرزدق لذهب ثلث لغة العرب"

ترجمہ: اگر فرزدق کی شاعری نہ ہوتی تو لغت کا تیسرا حصہ ضائع ہو جاتا۔

فرزدق ایک مدت تک بصرہ و کوفہ کے حکام کی مدح و ہجو کرتا رہا۔ وہ شام میں اموی خلفاء کی مدح بھی کرتا رہا اور ان سے انعامات وصول کرتا رہا۔ اس کی مدحیہ نظمیں بالخصوص خلیفہ عبدالملک بن مروان اور اس کی اولاد کے بارے ہیں۔ لیکن اہل بیت عظام سے عقیدت رکھنے کے باعث وہ اموی دربار میں زیادہ مقبولیت حاصل نہ کر پایا۔

فرزدق کی شہرت کا اصل باعث اس کی ہجو گوئی ہے جس کا سلسلہ اس نے اپنے معاصر شاعر جریر بن عطیہ کے ساتھ مسلسل دس برس جاری رکھا۔

فرزدق جب ہجو کرتا تو فحش گالیاں بھی دیا کرتا۔ اس کی ہجو گوئی میں بدگوئی اور غیر اخلاقی الفاظ کا استعمال بھی پایا جاتا ہے۔ وہ اپنی شاعری میں بعض اوقات تہمت بھی لگا دیا کرتا تھا۔ وہ عیش کوشی اور سہل کوشی کا رسیا تھا اور شعائرِ اسلام کی پرواہ بہت کم کرتا تھا۔ البتہ بڑھاپے میں وہ حضرت سیّدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے تمام گناہوں سے تائب ہو گیا۔ اس کی وفات ۱۱۰ھ کو بصرہ میں ہوئی۔

نمونہ ءِ کلام

۱۔ فيا عجباً حتى كليب تسبني
كان ابا ها نهشل و مجاشع

ترجمہ: حیرت ہے کہ بنی کلیب بھی مجھے برا بھلا کہتے ہیں جیسے ان کا باپ نہشل اور

مجاشع ہے۔

۲۔ وکنا اذا الجبار صعّر خدہ

ضربناہ حتی تستقیم الاخادع

ترجمہ: ہم سے جب بھی کوئی متکبر منہ موڑتا ہے تو ہم اسے مارتے ہیں حتی کہ اس کی رگ رگ سیدھی ہو جاتی ہے۔

۳۔ قوارص تاتینی و تحتقر ونہا

و قد یملا القطر الانا ء فیفعم

ترجمہ: میرے پاس انتہائی تکلیف دہ کلمات آتے ہیں اور تم انہیں حقیر سمجھتے ہو جبکہ کبھی کبھی ایک قطرہ بھی برتن بھر دیتا ہے تو وہ چھلکنے لگتا ہے۔

۴۔ احلا منا تزن الجبال رزانۃً

وتخالنا جناً اذا ما نجھل

ترجمہ: ہماری عقلیں سنجیدگی میں پہاڑوں کی ہم وزن ہیں اور جب ہم جہالت پر اُتر آئیں تو تم ہمیں جن خیال کرو گے۔

۵۔ تری کل مظلوم الینا فرارہ

و یھرب منا جھدہ کل ظالم

ترجمہ: تم دیکھو گے کہ ہر مظلوم ہمارے پاس پناہ لیتا ہے اور ہر ظالم حتی المقدور ہم سے دور بھاگتا ہے۔

دعاؤں کا طالب

مرزا مجاہد احمد

لیکچرار عربی

گورنمنٹ کالج ٹاؤن شپ لاہور

0333-4688676

20-12-2012

گلہائے عقیدت

محبِّ اہل بیت عرب شاعر فرزدق کے لئے چند اشعار

سن ولادت: ۲۰ھ سن وفات: ۱۱۰ھ

تاریخی مادے جادۂ ادب حُبِ اجمل طیبہ

۲۰ھ ۱۱۰ھ

بے بدل شاعر فرزدق کا عجب ہے ماجرا چار سو شہرہ ہے اس کے اوجِ فہم وفکر کا

غیر معمولی زباں دان، سخن گوئے عرب اس کا حیرت زار ہے فنی عروج و اعتلا

جو بھی ہیں عربی زبان عربی ادب کے رازداں جانتے ہیں وہ مقام و مرتبہ اس کا ہے کیا؟

سیّد الکونین ﷺ کا وہ واصفِ حسن و جمال وہ محبّ و مخلص و دلدادۂ آلِ عبا

معطی و وہاب نے اس کو خصوصی لطف سے عترتِ محبوبِ یزداں سے محبت کی عطا

اس مودّب نے بشانِ حضرت زین العباد شہرۂ آفاق ہے جو کچھ کہا جو کچھ لکھا

وسعتِ فکر و تخیل کا نمونہ بے مثال ہے مودّت کا عقیدت کا خزانہ بے بہا

شانِ اہل بیت میں اشعار جو اس نے کہے وہ مناقب کی کتابوں سے ہیں قیمت میں سوا

سختیاں برداشت کیں جرأت سے قید و بند کی آمریت کے مظالم سے نہ گھبرایا ذرا

جانثارانِ آل محمد ﷺ کا عزیز ہر دور میں وہ ادب دان و محبِّ آلِ محبوبِ خدا

ولولہ انگیز و جرأت آفریں ہے آج بھی اس نڈر مداحِ آلِ پاک احمد کی صدا

ہو گئی گم شان و شوکت اہلِ تخت و تاج کی

تمکنت باقی ہے آلِ صاحبِ معراج کی

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری محلہ عطاراں حسن ابدال (اٹک)